دارالافتاء

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
فاضل مدینہ یونیورسٹی

"شَاهِد" کا مفہوم

عبدالرشید صاحب گجرات سے لکھتے ہیں :

"بعض لوگ آیتِ قرآنی " اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا" کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر جگہ موجود، حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے ؟ —— قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں —— والسلام !" (ملخصًا)

الجواب —— اقول وباللہ التوفیق !

" شاہد" عربی زبان کا لفظ ہے ، اور باب شَهِدَ، يَشْهَدُ، شَهَادَةً سے مشتق ہے۔ اس کے معنی حاضر ہونا، موجود ہونا، گواہی دینا، دیکھنا اور ملاحظہ کرنا وغیرہ آتے ہیں۔

اسی باب سے " شاہد" اسم فاعل ہے ۔ اس کا معنیٰ حاضر، موجود، گواہ اور دیکھنے والا ہوتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ایک وصف " شاھد" بھی ذکر کیا گیا ہے —— ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا !" (الاحزاب : ۴۵)

" اے پیغمبرؐ، ہم نے آپؐ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے !" (ترجمہ فتح الحمید)

آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دینے کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ قیامت کو سابقہ امتوں کے سامنے ان کے انبیاءؑ کے بارے گواہی دیں گے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اور اصولِ ہدایت و شریعت اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیے تھے۔

یہ مفہوم بڑا واضح اور صاف ہے، اور اس میں کسی قسم کا کوئی اشکال نہیں۔ مگر جو لوگ اس آیت کے مفہوم میں معنوی تحریف کرتے ہوئے اس سے اپنے خود ساختہ، من گھڑت عقائد کو تقویت دینے کی بے فائدہ کوشش کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ گواہ وہ ہوتا ہے، جو موجود ہو۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گواہ ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ آپؐ سابقہ امتوں اور انبیاءؑ کے زمانوں میں بھی حاضر اور موجود تھے۔ حالانکہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ عقیدہ کتاب و سنّت کے قطعاً خلاف ہے۔ بلکہ قرآنِ مجید سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور موجود نہیں۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں جہاں حضرت مریم کی کفالت کا ذکر ہے، وہاں پر ارشاد ہے :

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ"۔

(آلِ عمران : ۴۴)

"(اے نبیؐ!) یہ باتیں اخبارِ غیب میں سے ہیں، جو ہم آپؐ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ آپؐ اس وقت وہاں موجود نہ تھے جب وہ لوگ اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ مریمؑ کا متکفّل کون بنے؟ اور نہ ہی آپؐ اس وقت ان کے پاس موجود تھے، جب وہ باہم جھگڑ رہے تھے!"

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے پاس آپؐ کی عدم موجودگی کا دوبارہ (تکرار کے ساتھ) ذکر فرمایا ہے، جب کہ آیت کے ابتدائی الفاظ بھی اس عدم موجودگی پر دلالت کناں ہیں کہ موجود ہونے کی صورت میں یہ بات نہ تو آپؐ کے لیے اخبارِ غیب میں سے ہوتی اور نہ ہی آپؐ کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع کی ضرورت پیش آتی!

○ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ"

(القصص : ۴۴ ـــ ۴۶)

"اور جب ہم نے موسیٰؑ کی طرف حکم بھیجا تو آپؐ (طور کی) غربی جانب نہیں تھے، اور نہ ہی اس واقعہ کے دیکھنے والوں میں سے تھے۔ لیکن ہم نے (موسیٰؑ کے بعد) کئی امتوں کو پیدا کیا، پھر ان پر مدتِ طویل گزر گئی۔ اور نہ آپؐ اہلِ مدین میں رہنے والے تھے کہ ان کو ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سناتے، ہاں ہم ہی تو پیغمبر بھیجنے والے تھے۔ اور نہ آپؐ اس وقت طور کے کنارے تھے، جب ہم نے (موسیٰؑ کو) آواز دی۔ بلکہ (آپؐ کا بھیجا جانا) آپؐ کے پروردگار کی رحمت ہے ـــ تاکہ آپؐ لوگوں کو ڈرائیں، جن کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں!"

ان آیات میں چار مرتبہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ مقامات پر عدم موجودگی کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

○ سورۃ المجادلۃ میں ہے:

"مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ـــــ الاٰية!" (المجادلة : ۷)

"(کسی جگہ) تین (شخصوں) کا (مجمع اور) کانوں میں صلاح و مشورہ نہیں ہوتا مگر وہ (اللہ) ان میں چوتھا ہوتا ہے۔ اور نہ کہیں پانچ کا، مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے۔ اور نہ اس سے کم یا زیادہ، مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، خواہ وہ کہیں ہوں!"

اس آیت کا بھی صاف مفہوم یہی ہے کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ موجود ہوتا ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود نہیں ہوتے۔

○ ایک دنیا جانتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی، اور یہ واقعہ آپؐ کی زندگی کے اہم ترین واقعات میں سے ہے ـــ اگر آپؐ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر یا موجود ہیں تو ہجرت کا کیا معنیٰ؟

○ اسی واقعۂ ہجرت کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مکی زندگی ترپین ۵۳ سال

اور مدنی زندگی دس سال شمار ہوتی ہے ـــــــ اس مزعومہ عقیدہ "حاضر ناظر" کی موجودگی میں یہ تخصیص بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے!

- تمام مسلمانوں کا ایمان و عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہایت درجہ عزت و تکریم سے نوازتے ہوئے فضیلتِ معراج سے سرفراز فرمایا ـــــــ اگر آپؐ ہر جگہ موجود یا حاضر ہیں، تو پھر معراج کا کیا مفہوم رہا؟
- قرآنِ کریم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک صفت "يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ" (الاعراف: ۱۵۷) بیان ہوئی ہے یعنی "آپؐ انہیں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں"! ـــــــ اس عقیدہ حاضر ناظر کے مطابق اگر آپؐ ہر جگہ موجود ہیں، تو پھر آج آپؐ یہ فریضہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" بہ نفسِ نفیس کیوں سرانجام نہیں دیتے؟ ـــــــ کیا یہ (معاذاللہ) فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کہلائے گی؟ حالانکہ کوئی مسلمان اس بارے سوچ بھی نہیں سکتا۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنا آپؐ کی شان میں اضافہ نہیں، بلکہ الٹا آپؐ کے حق میں گستاخی، بے ادبی اور توہین ہے ـــــــ العیاذ باللہ! نیز آپؐ کی زندگی کے اہم ترین واقعات مثلاً ہجرت و معراج وغیرہ کا انکار ہے!

اس کے علاوہ بھی چند باتیں قابلِ غور ہیں ـــــــ مثلاً:

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں معراج ہی کے موقع پر جلیل القدر انبیاءؑ میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہو سکی کہ کوئی نماز پڑھاتا یا امامت کرتا ـــــــ یہی حال صحابہ کرامؓ کا تھا ـــــــ اگر آپؐ کے متعلق حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ صحیح ہے تو اس عقیدہ کے حاملین کو یہ جرأت کیوں کر ہوتی ہے کہ وہ آپؐ کی موجودگی میں نماز کی امامت کرتے ہیں؟ ـ انھیں تو چاہیے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر کے اس فضیلت سے بہرہ یاب ہوں!
- ایک اور قابلِ توجہ بات یہ بھی ہے کہ قرآنِ کریم میں ہے، آپؐ کے علاوہ آپؐ کی امت بھی سابقہ امتوں پر روزِ قیامت گواہی دے گی:

"وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ الآیۃ !" (البقرۃ: ۱۴۳)

"اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبرِ آخر الزمان تم پر گواہ بنیں ۔" (ترجمہ فتح الحمید)

چنانچہ اگر سابقہ انبیائؑ و امم کے متعلق گواہی دینے کے سبب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں، تو یہ خصوصیت صرف آپؐ تک کہاں محدود رہی ؟ اس گواہی کے سبب کیا پوری امت حاضر ناظر نہ قرار پائے گی ؟ —— اندریں صورت صرف آپؐ کو حاضر ناظر کہنے کی وجہ ؟ —— کاش یہ لوگ سوچیں کہ ان من گھڑت عقائد کی بناء پر، شان بیان کرنے کی بجائے، یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کس قدر بے ادبیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں !

رہی یہ بات کہ یہ امت سابقہ امتوں کے بارے کیسے گواہی دے گی ؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ یہ بات ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی —— صحیح بخاری میں ہے :

"عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یدعیٰ نوح یوم القیامۃ فیقول لبّیک وسعدیک، فیقول ھل بلّغت ؟ فیقول نعم، فیقال لامّتہٖ ھل بلّغکم ؟ فیقولون ما اتانا من نذیر، فیقول من یشھد لک ؟ فیقول مُحَمَّدٌ و اُمّتُہٗ، فیشھدون انّہ بلّغ، ویکون الرّسول علیھم شھیدًا، فذالک قولہٗ عزّوجلّ : وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" (صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۷۱/۸، حدیث ۴۴۸۷ - ۳۱۶/۱۳، حدیث ۷۳۴۹ - تفسیر ابنِ کثیر ۱۹۰/۱ بحوالہ احمد، نسائی، ابنِ ماجہ، ترمذی)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : روزِ قیامت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا، وہ کہیں گے، "اے میرے رب میں حاضر ہوں ۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، "کیا آپ نے دین کی تبلیغ کر دی تھی ؟" جواب دیں گے، "جی ہاں !" پھر ان کی امت سے پوچھا

جائے گا، "کیا نوحؑ نے تمہیں دین کی تبلیغ کر دی تھی؟" وہ کہیں گے" ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا!" تب اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے، "آپ کا کوئی گواہ ہے؟" آپؑ جواب دیں گے، "میرا گواہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی امت ہے!" ـــ چنانچہ اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ واقعی حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو دین کی تبلیغ کر دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر گواہی دیں گے ـــ یہی مفہوم ہے اس آیت کا (جس میں ہے کہ) ہم نے تمہیں افضل امت بنایا ہے، تاکہ تم دوسری امتوں پر گواہی دو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے متعلق گواہی دیں!"

سنن ابن ماجہ، "باب صفة امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم" میں ایک طویل حدیث ہے، اس کے آخر میں ہے کہ (ترجمہ):

"اللہ تعالیٰ اس امت کے لوگوں سے فرمائیں گے، "تمہیں کیسے پتہ چلا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دین کی تبلیغ کر دی تھی؟" یہ کہیں گے، "ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتلایا تھا کہ تمام انبیاءؑ نے اپنی اپنی امتوں کو دین پہنچا دیا تھا، اور ہمیں آپؐ کی بات کی مکمل تصدیق ہے!"

(صفحہ ۲۷۳، طبع سرگودھا)

تفسیر جامع البیان، آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں ہے کہ سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاءؑ کی تبلیغ کی تکذیب کریں گی، تو یہ انبیاءؑ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بطورِ گواہ پیش کریں گے۔ چنانچہ یہ امت گواہی دے گی کہ واقعی انھوں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا تھا ـــ یہ امتیں کہیں گی کہ تمہیں اس بات کا علم کیوں کر ہوا؟ تو یہ لوگ کہیں گے: "اخبرنا نبینا فی کتابہ!" کہ "ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی!"

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی گواہی دیں گے اور آپؐ کی امت بھی سابقہ انبیاءؑ و امم کے بارے گواہی دے گی ـــ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ یا ہم افرادِ امت حاضر ناظر ہیں ـــ حاضر ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، کسی دوسرے کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بلاشبہ صریحاً شرک ہے۔ ھٰذا ما عندی

واللہ اعلم بالصواب!